ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تواریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی	چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔۔۔ ۵ر

۲۔ خواص و معاونین سے ۔۔۔ عہ

۔۔۔ ہندوستان سے باہر ۔۔۔ سے

۔۔۔ مذاہب والون سے ۔۔۔ ۱۲ر

۔۔۔ جماعت کے غیر مستطیع دس روپے ۔۔۔ والے لوگون سے ۔۔۔ ۱۲ر

نوٹ

۔۔۔ سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتون ۔۔۔ میں ذہبی اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

اطلاع

شروع جنوری سنہ ۱۹۰۸ء سے الحکم چہار روزہ شائع ہو رہا ہے اور یہ انتظام امتحاناً کیا گیا تھا تاکہ اگر اس کی اشاعت چہار روزہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاوے تو اسے مستقل کر دیا جاوے دو مہینے کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ ایزادی یا ترقی جو الحکم کی رفتار میں کی گئی ہے عام طور پر پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ اس لئے اب کسی مزید انتظار کے بغیر میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ الحکم کی چہار روزہ اشاعت کو مستقل کیا جاتا ہے آیندہ جب تک خدا تعالیٰ چاہے الحکم اسی طرح چہار روزہ شایع ہوگا۔ اور اس لئے اضافہ چندہ سر دست ان لوگوں سے جن کی قیمتیں پہلی شرح سے وصول ہو چکی ہیں وصول کیا جائیگا۔ اس مطلب کے لئے

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

کا الحکم ان سرپرستان الحکم کے نام ۱۰؍ ۔۔ کے لئے وی پی ہوگا جن کی سالانہ قیمتیں پہلے سے وصول ہو چکی ہیں۔ کئی سالوں سے الحکم کی قیمت وصول کرتے وقت وی پی کمیشن ایک آنہ شامل نہیں کیا جاتا جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کے اضافہ سے ایک آنہ کا زاید ٹکٹ لگانا پڑتا تھا۔ اس لئے وہ ایک آنہ بقایا اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اور آیندہ جن احباب کے نام سالانہ قیمت کے وی پی ہوں گے ان کی موجودہ قیمت میں ۱۰؍ کا اضافہ ہو کر وی پی ہونگے لہذا تمام سرپرستان الحکم کی عام اطلاع کے لئے یہ چند سطریں شایع کی جاتی ہیں۔ امید ہے سرپرستان الحکم یہ وی پی وصول کر کے کارخانہ کی اعانت کریں گے بار بار یاد دہانیوں کی نہ حاجت ہے نہ موقع۔ اور نہ کارخانہ واپسی وی پی کے اخراجات کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے نقصان آخر ایک معقول رقم بن جاتے ہیں۔ میں **الحکم** کے متعلق عنقریب ایک چٹھی تمام سرپرستان الحکم کی خدمت میں بھیجنے والا ہوں۔ جس پر اگر غور کیا گیا تو مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ انشاء اللہ **الحکم** ایک نہایت مفید جریدہ ہو سکے گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

یعقوب علی

ایڈیٹر و مینیجر الحکم

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے مسرت افزا خبر ہے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ تشریف لے گئے ہیں آپ کی غیر حاضری میں صیغہ مقبرہ کا کام حضرت مولوی محمد علی صاحب کر رہے ہیں اور مولوی صاحب جمعرات گذشتہ کو ڈیپوٹیشن میں شامل ہونے کے لئے امرتسر چلے گئے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سے ۱۶ طالب علم انٹرنیس کے امتحان میں شامل ہونیکے لئے گئے ہیں آج سے امتحان شروع ہوگا۔
حلقہ امرتسر کے کھیلوں کے مقابلہ میں فٹ بال کے لئے ضلع گورداسپور میں سے مقابلہ کے لئے قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم منتخب ہوئی۔

۴۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے اینٹ عنقریب طیار ہونے لگیگی۔ مدرسہ کی زمین کے احاطہ میں حد بندی کے لئے فی الحال شیشم کے پودے لگائے گئے ہیں۔ اور کنواں طیار ہو رہا ہے

۵۔ موسم میں تغیر ہو چکا ہے۔ دو تین دن تیز ہوا چلتی رہی اور آسمان پر بادل بھی رہے بارش نہیں ہوئی۔ خدا کے فضل کی امید ہے

۶۔ حضرت حکیم الامتہ عربی زبان کا مذاق قوم میں پیدا کرنے کی فکر میں ہیں رامپور سے ایک عرب صاحب کو بلایا ہے جو عربی زبان کے سیکھنے کے کوئی

نوٹ۔ جو صاحب ۱۰ مارچ کا الحکم کسی وجہ سے نہ وصول کر سکیں وہ فوراً مطلع کریں کہ کب ان کے نام وی پی ہو۔

پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

صوبہ پنجاب وشمال مغربی سرحد کے سابق پوسٹماسٹر جنرل مسٹر ڈبلیو میکسویل صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ہو کر تشریف لے گئے ہیں جو عنقریب مسٹر سٹوارٹ ولسن کے رخصت پر جانے ہی ڈائرکٹر جنرل ہونگے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ صوبہ پنجاب کا پوسٹ ماسٹر جنرل عموماً ڈائرکٹر جنرل کی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔ مجھے مسٹر ڈبلیو میکسویل صاحب سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ پبلک کی عام شکایات کو رفع کرنے میں بہت جلد توجہ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے اُن کی ڈائرکٹری کا زمانہ بہت سی ترقیوں اور اصلاحوں کا زمانہ ہوگا۔ اب ان کی جگہ مسٹر جے ہملٹن صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل ہوئے ہیں جو یہاں ہی ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل تھے۔ چونکہ اب ان کا خصوصیت کے ساتھ پبلک سے واسطہ ہوگا اس لئے تجربہ بتائیگا کہ آپ کو پبلک شکایات کے رفع کا کہاں تک مذاق ہے۔ میں اپنے صوبہ کے نئے پوسٹماسٹر جنرل کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ذیل کے امور پر بہت جلد نوٹس لیں۔

اول وی پی کا نیا طریق جو فروری سنہ ۰۸ء سے جاری ہوا ہے یہ نہایت فضول اور تکلیف دہ ہے تجارتی کارخانوں کو اس سے سخت تکلیف ہو رہی ہے اور ڈاک خانہ کا جس قدر کام بڑھ گیا ہے وہ ذمہ وار افسروں سے معلوم ہو سکتا ہے اگر پوسٹ ماسٹروں سے متفقہ رائے طلب کی جاوے تو وہ اس سسٹم کے سب مخالف ہونگے اور تجارتی کارخانہ والوں کو جو تکالیف ہیں وہ اخبارات میں نکل رہی ہیں۔ اس طریق کو منسوخ کر کے پہلا طریق جاری کیا جاوے۔

دوم۔ قادیان کے سب آفس کے متعلق میں خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان کا ڈاکخانہ امرتسر ڈویژن میں ایک بڑا ڈاکخانہ ہے جہاں سے ایک ہفتہ میں دو بار ایک ہفتہ وار اور تین ماہواری رسالے شائع ہوتے ہیں اس کے علاوہ کثرت سے ڈاک کی آمدرفت ہوتی ہے یہ امر ڈاکخانہ کے کاغذات سے بخوبی ظاہر ہے۔ قادیان کے ڈاکخانہ کی اہمیت کو سمجھ کر سابق سپرنٹنڈنٹ خلیفہ فضل حسین صاحب نے بذریعہ یکہ ڈاک کے آنے جانے کے لئے رپورٹ کی تھی۔ اور چنانچہ اب ڈاک یکہ ہی کے ذریعہ آتی جاتی ہے مگر کچھ عرصہ سے ایک ایسے شخص کو ٹھیکہ ڈاک دیا گیا ہے جس کے گھوڑے ایسے خراب ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کوئی مہینہ کم خالی جاتا ہوگا جس میں کئی مرتبہ ڈاک گاڑی کو نہیں مل سکی۔ نمونے کے طور پر جنوری اور فروری کے مہینوں میں دریافت کیا جاوے کہ کتنی مرتبہ ڈاک نہیں مل سکی۔ پوسٹ ماسٹر جنرل توجہ کریں اور سپرنٹنڈنٹ صاحب سے دریافت کریں کہ انھوں نے اس پر کیا نوٹس لیا۔

پہلے ٹھیکہ دار پر جو ایک مسلمان تھا کئی مرتبہ جرمانہ ہوا۔ مگر اس ٹھیکہ دار پر جو ہندو ہے ایک پیسہ جرمانہ تو کہاں اس سے جواب تک بھی شاید نہیں لیا گیا۔ میں نہیں جانتا یہ امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی چشم پوشی ہے یا ان کے ہیڈ کلرک صاحب کی مہربانی۔ بہر حال یہ امر تعجب خیز ضرور ہے کہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ قریباً مہینے میں ایک ہفتہ ڈاک گاڑی ہی کو نہ مل سکے اور ٹھیکہ دار صاحب سے کوئی پوچھے بھی نہیں۔ اس عدم توجہی نے یہاں کے کاروباری سلسلہ میں سخت گھبراہٹ پیدا کی ہے۔ اور عام شکایت پیدا ہو رہی ہے۔ کہاں تو یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ قادیان کی ڈاک دو دفعہ آئے اور جاوے اور کہاں یہ حالت کہ ایک مرتبہ بھی وقت پر نہیں پہنچتی اور اس کو کوئی نہیں پوچھتا۔ نئے پوسٹ ماسٹر جنرل اپنی فوری توجہ سے قادیان کی پبلک کو ممنون فرماویں۔

اس سے بہتر ہے کہ بذریعہ یکہ کے ڈاک کی آمدرفت کے سلسلے کو بند کر کے ہرکاروں کے ذریعہ ڈاک کا سلسلہ جاری کیا جاوے اور ڈاک بجائے ایک مرتبہ کے دو مرتبہ کر دی جاوے۔ یعنے دو مرتبہ ڈاک قادیان سے روانہ ہو اور دو ہی مرتبہ تقسیم ہو۔ اس طرح پر ڈاک خانہ کا خرچ بھی کم ہو گا اور یہ شکایت بھی نہ ہوگی۔ یکہ والے اچھے جانور نہیں رکھتے اور یوں معاہدہ میں سب کچھ لکھ دیتے ہیں لیکن جب کوئی پوچھتا ہی نہیں تو پھر انھیں کیا مصیبت پڑی ہے کہ اچھے گھوڑے رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ ٹھیکہ دار خود تابع رہتا ہی نہیں اور نہ وہ پروا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر جلد توجہ نہ کی گئی تو سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں اگلی اشاعت میں پوری سکیم لکھونگا جس پر عمل کرنے سے قادیان کی ڈاک کی آمدرفت میں سہولت ہو سکے گی۔ بہر حال ڈاک کو دو مرتبہ کر دیا جاوے اور ڈاک کو بدستور سابق بذریعہ ہرکاروں کے کر دیا جاوے۔

اور اب تک جتنی مرتبہ ڈاک قادیان کے ٹھیکہ دار نے مس کی ہے اس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کی معرفت اس سے معاہدہ کے موافق سلوک کیا جاوے تاکہ آئندہ کے لئے احتیاط ہو سکے۔ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب یہ بھی دریافت فرماویں کہ اس نئے ٹھیکہ دار کا کوئی معاہدہ بھی ہے یا یونہی کام چلایا جا رہا ہے۔ کیونکہ ایسی بے توجہی شبہ میں ڈالتی ہے کہ شاید اس کا معاہدہ بھی ابھی نہ ہوا ہو۔ بہر حال اگر معاہدہ لیا گیا ہے تو معاہدہ کے موافق سلوک ہونا چاہیئے۔ وہ معاہدہ عملدرآمد کے لئے ہے نہ کہ توڑنے کے لئے۔

لنگرخانہ کی طرف توجہ چاہیئے

لنگرخانہ کی ضروریات پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے۔ لنگرخانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور قحط سالی کے سبب سے اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب یک مشت چندے لنگرخانے کے لئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا ہوتے رہیں تاکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے ہرج واقعہ نہ ہو۔ اس تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے نکلا ہے اس کے مقاصد میں لنگرخانہ کیلئے یک مشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے جہاں احباب عمارت مدرسہ کے لئے چندہ دیں۔ لنگرخانہ کے لئے یک مشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریکیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ لنگرخانہ سب سے اول نصب العین رہنا چاہیئے۔ یاد رہے لنگرخانہ کیلئے جس قدر روپیہ بھیجا جاوے وہ براہ راست حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام بھیجنا چاہیئے!

مختصر نوٹ

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء اپنی قوم کو ایک بڑے بھاری فتنہ سے جس کا نام فتنۂ دجال ہے ڈراتے آئے ہیں۔ یعنے اجماعی طور سے یہ امر ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ فتنۂ دجال سب سے بڑا فتنہ ہے۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مختلف قسم کے اعمال بد کی مختلف سزائیں بیان ہوئی ہیں۔ جھوٹ۔ چوری۔ زنا۔ فسق۔ فجور۔ شراب خواری قمار بازی۔ شرک۔ افترا علی اللہ۔ انبیاء کا کفر۔ خود خدا تعالیٰ کی ذات کا انکار۔ غرض ان سب کی سزائیں قرآن شریف نے مختلف طور سے کھول کھول کر بیان کی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ غضب اور قہر کا عذاب جو بیان کیا ہے اور وہ کل صغائر کبائر کے عذاب سے بڑھکر ہے وہ قوم نصاریٰ کے اتخاذ ولد کے بدترین عقیدہ کا نتیجہ ہے۔ چونکہ سزا سب قسم کے گناہوں صغائر و کبائر سے سخت ہے اور ناراضگی سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جس امر کا نتیجہ ایسا خطرناک اور سب سے بڑھکر ہے وہ گناہ یا فتنہ بھی سب سے بڑھا ہوا ہے اور یہ امر صاف ہے کہ وہ عقیدہ اتخاذ ولد ہے۔ پس صاف طور سے معلوم ہوا کہ اتخاذ ولد کا عقیدہ رکھنے والے لوگ ہی وہ لوگ ہیں جن کے فتنہ کا نام فتنۂ دجال ہے۔

وما ارسلنٰک الا رحمة للمومنین ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوم کے لئے ایک قبولیت دعا عطا ہوا کرتی ہے۔ جس کو انبیاء نے مختلف مقامات پر برتا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس دعا کو رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا کہکر قوم کا بیڑا ہی غرق کرا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لا یومنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم کہکر اس دعا کو پورا کیا۔
مگر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الف الف صلوٰة والسلام اُنھوں نے اس دعا کو اپنی امت کے لئے کوئی عذاب مانگ کر پورا نہیں کیا بلکہ آپ نے اس موقع کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی نجات کے واسطے رکھ لیا۔ جو شفاعت کے رنگ میں اُمت محمدیہ کے واسطے باعث انعامات الٰہیہ ہوگی۔ کیا ہی رحم ہے اور کیسی شفقت ہے اسی لئے تو آپ کا نام رحمة للمومنین رکھا گیا اور رؤف رحیم ہوا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

(محمد اسمٰعیل)

دُنیا میں مختلف قوتیں کام کرتی ہیں۔ آجکل مادی دُنیا میں قوت مقناطیس کا بہت چرچا ہو رہا ہے مگر قوت ایمانی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ جسے طوفان باد و باران۔ آتش سوزاں۔ اور ننگی تلواروں سے یا کسی طمع یا خوف کا یا کسی لومة لائم کا خطر نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے واسطے فرعون نے ساحر جمع کئے۔ مقابلہ سے پہلے اُن لوگوں کی جو حالت تھی اُس کا نقشہ قرآن شریف نے الفاظ ذیل میں کھینچا ہے۔ ءان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین۔ ہاتھ جوڑکر۔ نہایت عجز اور انکسار سے جیسے کمین بادشاہوں سے مانگا کرتے ہیں۔ حضور ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا اگر ہم نے فتح پائی۔
مگر جب قوت ایمانی کی پُرزور اور سچی طاقت اُن میں آئی اور اُن پر ثابت ہوگیا کہ واقعی حضرت موسےٰ ساحر نہیں بلکہ خدائی طاقت ان کے ساتھ کام کرتی ہے تو پھر فرعون نے اُن کو دھمکیاں دیں وہی فرعون ابھی ابھی جس کے سامنے وہ نہایت ہی تنزل اور انکساری سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر درخواست میں رہے تھے کہ ہمیں کچھ انعام بھی دیا جاوے فرعون کے جبروت اور اسکی سطوت اور اُس کے جلال کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح جان کر بالکل بے پرواہی سے اُس کی دھمکیوں کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں لا ضیر انا الیٰ ربنا منقلبون کچھ پرواہ نہیں (تیری حقیقت ہی کیا ہے) ہمیں اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ گویا ہاتھ پاؤں کا کاٹا جانا تو درگذر جان تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ سبحان اللہ یہ ہے قوت ایمان۔ اور زیور ایمان۔ اُن کی پہلی اور پچھلی حالت کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی قوت ایمانی ہی سب طاقتوں سے بڑھکر کام کرنے والی ہے۔

قرآن شریف میں تدبر و تفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احیاء موتیٰ تین کا کام ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولوں اور ساحروں کا اللہ تعالیٰ کا احیاء موتیٰ جیسا کہ آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔
رسولوں کا احیاء موتیٰ جیسا کہ ذیل کی آیت سے معلوم ہوتا ہے یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔
ساحروں کا احیاء موتیٰ جیسا کہ آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ
غرض اب ان اقسام ثلاثہ میں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جو مرتبہ کوئی دینا چاہے وہ دے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام میں اُن کو رسولوں کی ذیل میں شمار کیا گیا ہے لہٰذا اُن کا احیاء موتیٰ بھی رسولوں کا سا تھا۔
حقیقی مُردوں کا زندہ کرنا چونکہ صرف ذات باری تعالیٰ کی صفت ہے جو کہ قیامت کو ہوگا اور اس صفت میں نہ کوئی رسول اور نہ کوئی ساحر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے۔ روحانی مُردے زندہ کرنا رسولوں کا کام ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدا کے مرسلین میں سے ایک تھے لہٰذا اُن کا احیاء موتیٰ بھی وہی حقیقت رکھتا ہے جو رسولوں کے متعلق بیان ہوئی۔ تیسرا گروہ جادوگروں اور ساحروں کا ہے سو اس گروہ سے نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شان بہت بلند ہے اب باایں ہمہ اگر کوئی مسلمان کہلا کر بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات میں خدائی کے صفات یقین رکھتا ہے تو اُس کا اختیار ہے کہ حضرت مسیح کے احیاء موتیٰ کو اللہ تعالیٰ کے احیاء موتیٰ کی طرح یقین کرے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ اسلام نہیں بلکہ کفر صریح ہے۔

وجود ملائکہ۔ بدون محرک کوئی تحریک نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی عین نیکی کرتے کرتے انسان کے دل میں بدی کا خیال اور کبھی عین بدی کرنے کے وقت نیکی کا خیال موجزن ہو جاتا ہے۔ یہ بدون تحریک محرک نہیں ہے پس نیکی کی تحریک کا محرک ملک اور بدی کی تحریک کے محرک کا نام شیطان ہے۔
ملائکہ پر ایمان یہ ہے جب انسان کے دل میں نیکی کا خیال پیدا ہو تو اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ فوراً اُسکو مان لے اور اس نیک تحریک کے مطابق کام کرنے لگ جاوے ورنہ کرے یہی ایمان بالملائکہ ہے۔ اس طرح سے چونکہ عام طور سے انسانوں میں بھی ہم اس قاعدہ کو مشاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کی بات کو مان کر اُس کے کہنے کے مطابق عمل کرے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ کسی کی فرمانبرداری کرے تو وہ شخص جس فرمانبرداری کرنے والا اپنے فرمان دہ شخص کا پیارا بن جاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کے دل میں جسنے اس کو حکم دیا ہے۔ اسکا حکم ماننے والے کی محبت پیدا ہو جاتی ہے پس اسی قاعدے سے چونکہ انسان اس نیک تحریک کو مان لیتا ہے تو اُس فرشتہ کو جسکی تحریک کو اُس نے مانا ہے اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ فرشتہ اپنے دوستوں میں اسکی تعریف کرتا ہے اس طرح سے عام طور سے کثرت کے ساتھ نیکی کی تحریکات کو مان لینے سے آہستہ آہستہ فرشتوں کے سردار جبرئیل تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور آخر کار جبرئیل کی تحریکات کو ماننے کی وجہ سے انسان کا تعلق جبرائیل سے ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس طرح سے ان تحریکات کے قبول کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے کہ تتنزل علیھم الملائکہ فرشتے انپر نازل ہونے لگتے ہیں۔
اور اگر برعکس اسکے انسان جان بوجھکر نیکی کی تحریک کو جو کہ در اصل ایک فرشتے کی تحریک ہوتی ہے نہیں مانتا اور اس کی پیروی نہیں کرتا تو اس فرشتے کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے فرشتہ اُس سے دور اور متنفر ہو جاتا ہے۔ پس جب نور نہیں تو ظلمت آ ہی جاتی ہے پھر اُس شخص کا قرین ایک شیطان ہو جاتا ہے۔
پس اسی واسطے مسلمانوں کے ارکان اسلام میں یہ امر داخل ہے کہ ایمان بالملائکہ ہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۸ء قبل از عصر

ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت والدین کی خدمت اور اُن کی فرمانبرداری اللہ نے انسان پر فرض کی ہے مگر میرے والدین حضور کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے چنانچہ جب میں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا تو اُنھوں نے مجھے کہا کہ ہم سے خط وکتابت بھی نہ کرنا اور اب ہم تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الٰہی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں فرمایا کہ قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمت گذاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا۔ بنی اسرائیل رکوع ۳۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہو تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی اُن کے والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہرحال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبرگیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو جب کوئی موقع ملے اُسے ہاتھ سے نہ دو تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مدنظر رکھو اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہرحال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا کو مقدم کرو۔ اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو۔ اور صحت نیت کا خیال رکھو۔

۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۸ء بوقت سیر

فرمایا کہ اصل میں ہمارے دعوے کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو حضرت عیسیٰؑ کی وفات۔ دوسرا اُن کی آمد ثانی۔ وفات کے متعلق تو ہم ہزاروں بار بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف میں خود مسیح کا ۔۔۔۔ اقرار لکھا ہے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یہ عجیب نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیان کو قیامت کے دن کے لئے خاص کر دیا ہے۔ اس سے تو صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں کہ کیا ایسے مشرکانہ خیالات اور عقاید تم نے ان لوگوں کو بتائے ہیں حضرت مسیحؑ صاف انکار کرتے ہیں اور کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں کہ یا الٰہی میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی یہ مشرکانہ تعلیم میری وفات کے بعد انھوں نے اختیار کی ہے۔ میں اس کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ چاہے ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش تیرے بندے ہیں۔ اب صاف بات ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور عیسائیوں کے ایسے فاسد عقاید کی اصلاح کی ہوتی تو بڑے زور سے عرض کرتے کہ یا اللہ میں نے بڑے بڑے جنگ کئے ہیں اور بہت مشکلات اُٹھا کر اُن کے مشرکانہ خیالات اور عقاید کی جگہ دوبارہ تیری توحید اُن میں قائم کی ہے میں تو بڑے انعامات کا مستحق ہوں چہ جائیکہ مجھ سے ایسا سوال کیا جاتا۔ غرض خود اُن کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ وفات پا چکے اور دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن کو معراج کی رات میں مردوں میں دیکھا۔ بھلا زندوں کو مردوں سے کیا تعلق۔ اگر مسیحؑ زندہ تھے تو پھر مردوں میں کیوں جا شامل ہوئے۔

اس کے سوا سینکڑوں مقامات قرآن شریف میں ہیں جن سے ان کی وفات ثابت ہے۔

عجیب بات ہے کہ یہی توفی کا لفظ ہے جب اوروں کے واسطے آوے تو اُس کے معنے موت کے کئے جاتے ہیں اور جب حضرت عیسیٰؑ کے واسطے آوے تو کچھ اور کئے جاتے ہیں۔ تو معلوم نہیں یہ خصوصیت حضرت عیسیٰؑ کو کیوں دی جاتی ہے۔ دیکھو حضرت یوسفؑ کی دعا ہے کہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ علاوہ ازیں اور بیسیوں جگہ توفی کا لفظ موت ہی کے معنوں میں وارد ہوا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ توفی فعل کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح چیز ہو تو معنے بجز موت کوئی اور ہو سکتے ہیں۔

احیاء موتیٰ

ان کے مُردے زندہ کرنے کے معجزے کو بھی خواہ مخواہ خصوصیت دی گئی ہے تعجب آتا ہے ان مولویوں پر کہ حضرت عیسٰےؑ کے واسطے احیاء موتیٰ کا لفظ آوے تو حقیقی مُردے زندہ ہو جاویں جو سنت اللہ اور قرآن مجید کے منشاء کے خلاف ہیں۔ مگر جب وہی لفظ آنحضرتؐ کے واسطے آتے ہیں تو اُس سے مراد روحانی مُردے بن جاتے ہیں۔

انجیل میں لکھا ہے کہ جتنے مُردے قبروں میں تھے سب زندہ ہو کر شہروں میں آ گئے اس کثرت سے آپ نے مُردے زندہ کئے۔ بھلا ان سے کوئی سوال تو کرے کہ ہزاروں مُردے زندہ ہو کر شہروں میں آ گئے اُن کا گذر کیسے ہوا اور دوسرا یہ کہ باوجود اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے پھر وہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے۔ اُن کو کوئی سمجھاتا کہ انھوں نے ہی دعا کی اور تم زندہ ہوئے اب انپر ایمان لے آؤ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا بڑا معجزہ نہ اُن مُردوں کے واسطے مفید ہوا نہ اُن کے رشتہ داروں کے واسطے جنھوں نے ان مردوں کو بچشم خود زندہ ہوتے قبروں میں سے نکلکر شہروں میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ علم تعبیر رویا میں لکھا ہے کہ جب کوئی دیکھے کہ مُردے قبروں میں سے زندہ ہو کر شہروں میں آ گئے ہیں تو اُس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اُس وقت کے نیک طبع لوگ قید سے رہائی پا جاویں گے۔ اس وقت چونکہ خود حضرت مسیحؑ قید میں تھے تو ممکن ہے کہ اُنھوں نے خود یا کسی اور نے یہ رویا یا مکاشفہ دیکھا ہو۔ مگر بعد میں وہ مکاشفہ یا رویا تو ترک کر دیا گیا اور اصل مطلب لے لیا گیا۔ آنحضرتؐ کی نسبت بھی مُردے زندہ کرنے کے متعلق کئی روایات تھیں مگر معتبر کتب احادیث میں انکا ذکر نہیں کیا گیا۔ دیکھو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے مشکلات جھیل کر قریب ایک لاکھ کے حدیث جمع کی مگر آخر اُن میں سے صرف چالیس ہزار رکھی باقی متروک کر دیں۔ ہمارے مسلمان ان معاملات میں بڑے محقق گذرے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کا خلق طیور کا مسئلہ ہے۔ ہم معجزات کے منکر نہیں بلکہ قائل ہیں۔ حضرت عیسےؑ کا خلق طیور کا مسئلہ بعینہ موسیٰ علیہ السلام کے سونٹے والی بات ہے۔ دشمنوں کے مقابلہ کے وقت وہ اگر سانپ بن گیا تھا تو دوسرے وقت میں وہی سونٹے کا سونٹا تھا۔ نہ یہ کہ وہ کہیں سانپوں کے گروہ میں چلا گیا تھا۔ پس اسی طرح حضرت عیسےؑ کے وہ طیور بھی آخر مٹی کی مٹی ہی تھے۔ بلکہ حضرت موسےؑ کا سونٹا تو چونکہ مقابلہ میں آ گیا تھا اور مقابلہ میں غالب ثابت ہوا تھا اس واسطے حضرت عیسیٰؑ کے طیور سے بہت بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ طیور تو نہ کسی مقابلے میں آئے اور نہ اُن کا غلبہ ثابت ہوا۔

غرض ایک حصہ تو ہمارے دعاوی کا حضرت عیسےؑ کی وفات کے ثابت کرنے کے متعلق ہے جسکو ہم نے ہر طرح سے عقل سے نقل۔ اقوال آئمہ سے غرض ہر پہلو سے بیسیوں کتابیں تالیف کر کے ثابت کر دیا ہے۔ دوسرا حصہ آمد ثانی کے متعلق ہے سو وہ اللہ تعالیٰ نے خود آسمانی نشانات اور تائیدات سماوی کے ذریعہ سے اور آئے دن ہماری ترقی دشمنوں کا تنزل کر کے ظاہر کر دیا ہے۔

ایک طوفان اور دریا کی لہریں تائید اور نصرت کی خدا کی طرف سے آ رہی ہیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تازہ نشانات اور قبل از وقت زبردست پیشگوئیاں دلوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ اور انہی سے ترقی ہوئی ان ملانوں کے پرانے رطب و یابس جو اُن کے پاس قصے کہانیوں کے رنگ میں ہیں اُن سے کیا ترقی ہو سکتی ہے۔ بلکہ تنزل کے اسباب ہیں۔

تعجب ہے کہ یہ لوگ ممبروں پر چڑھ کر رویا کرتے تھے کہ یہ تیرھویں صدی سخت منحوس ہے۔ چودھویں صدی انعامات و برکات کا موجب ہوگی۔ اور امام مہدی اور مسیح موعود اس صدی میں آویگا۔ صدیق حسن خان نے کئی اولیاء اللہ کی روایات سے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ سب کا اتفاق تھا کہ مسیح آنے والا چودھویں صدی میں آویگا۔ مگر خدا جانے اب لوگوں کو کیا ہو گیا۔ خیر اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفائی کرنی چاہیئے صرف زبان سے کہہ دینا کہ مَیں نے بیعت کر لی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا جب تک عملی طور سے کچھ کر کے نہ دکھلایا جاوے صرف زبان کچھ نہیں بنا سکتی۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ یہ وقت ہے کہ سابقوں میں داخل ہو جاؤ۔ یعنے ہر نیکی کے کرنے میں سبقت لے جاؤ۔ اعمال ہی کام آتے ہیں زبانی لاف و گزاف کسی کام کی نہیں۔

دیکھو حضرت فاطمہؓ کو آں حضرتؐ نے کہا کہ فاطمہ اپنی جان کا خود فکر کر لے مَیں تیرے کسی کام نہیں آسکتا۔ بھلا خدا کا کسی سے رشتہ تو نہیں۔ وہاں یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ تیرا باپ کون ہے بلکہ اعمال کی پرسش ہوگی۔

انسان میں کئی قسم کے گناہ۔ کسل۔ کبر۔ سستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نفس انسان کے تین مرتبے بیان فرمائے ہیں۔ امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ۔ نفس امارہ تو ہر وقت انسان کو گناہ اور نافرمانی کی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ اور بہت خطرناک ہے۔

لوامہ وہ ہے کہ کبھی کوئی بدی ہو جاوے تو ملامت کرتا ہے۔ مگر یہ بھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ قابل اطمینان صرف نفس کی وہ حالت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفس مطمئنہ کے نام سے پکارا ہے۔ اور وہی اچھا ہے۔ وہ اُس حالت کا نام ہے کہ جب انسان خدا کے ساتھ ٹھیر جاتا ہے۔ اسی حالت میں آکر انسان گناہ کی آلائش سے پاک کیا جاتا ہے۔ یہی ایک گناہ سوز حالت ہے اور اسی درجہ کے انسانوں کے ساتھ برکات کے وعدے ہوئے ہیں۔ ملائکہ کا نزول اُن پر ہوتا ہے۔ اور حقیقی نیکی اور پاکی صرف انہی کا حصہ ہوتی ہے۔

صرف زبان کا اقرار تو خدا کے نزدیک کچھ چیز ہی نہیں۔ ہم نے اکثر ہندو دیکھے ہیں کہ خیانت کرتے ہیں۔ کم تولتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ دُنیا کی محبت میں مرے جاتے ہیں مگر زبان سے دوسری طرف یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ راجی صاحب دُنیا فانی ہے ناپائدار ہے۔

پس تم ایسے ہو جاؤ کہ خدا کے ارادے تمہارے ارادے ہو جاویں اُسی کی رضا میں رضا ہو اپنا کچھ بھی نہ ہو سب کچھ اُس کا ہو جاوے۔

صفائی کے یہی معنے ہیں کہ دل سے خدا کی عملی اور اعتقادی مخالفت اُٹھا دی جاوے۔ خدا کسی کی نصرت نہیں کرتا جب تک وہ خود نہیں دیکھتا کہ اس کا ارادہ میرے ارادے اور اُس کی مرضی میری رضا میں فنا نہیں ہے۔

مَیں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر صرف بیعت کر لی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے اُن میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔ اور اُن کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجہ سے نکل کر خدا کی رضا میں محو ہو جاویں۔ حق اللہ اور حق العباد کو فراخ دلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعت دین کے لئے اُن میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے اپنی خواہشات اور ارادوں آرزوں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو مگر جسے مَیں ہدایت دوں۔ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو مَیں نور بخشوں۔ تم سب مُردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو مَیں روحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔ انسان کو خدا کی ستاری ڈھانکے رکھتی ہے ورنہ اگر لوگوں کے اندرونی حالات اور باطن دُنیا کے سامنے کر دئے جاویں تو قریب ہے کہ بعض کے بعض قریب تک بھی جانا پسند نہ کریں۔ خدا بڑا ستار ہے۔ انسانوں کے عیوب پر ہر ایک کو اطلاع نہیں دیتا۔

پس انسان کو چاہیئے کہ نیکی میں کوشش کرے اور ہر وقت دعا میں لگا رہے۔ یقیناً جانو کہ جماعت کے لوگوں میں اور اُن کے غیر میں اگر کوئی ما بہ الامتیاز ہی نہیں ہے تو پھر خدا کو کسی کا رشتہ دار تو نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اِن کو عزت دے اور ہر طرح حفاظت میں رکھے اور اُنکو ذلت دے اور عذاب میں گرفتار کرے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ متقی وہی ہیں کہ خدا سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں نفس اور خواہشات نفسانی کو اور دُنیا و ما فیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔ ایمان کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سُنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اُتارتے۔ چاہو جتنی نصیحت کرو مگر اُن کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو اُن باتوں کے واسطے اُس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء

ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے بُرے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہیئے اور اُس میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔

انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اُسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔ ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے اُن کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اُس کی دعا سے بچا لیا گیا اور دعا کے وقت اُس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔ مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔

دیکھو ہمیں بھی اللہ تعالٰی نے ایک وعدہ دیا ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ مگر دیکھو کہ ان میں غافل عورتیں بھی ہیں مختلف طبائع اور حالات کے انسان ہیں خدانخواستہ اگر ان میں سے کوئی طاعون سے مر جاوے یا جیسا کہ بعض آدمی ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو گئے ہیں تو ان دشمنوں کو ایک اعتراض کا موقع ہاتھ میں آ گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ الذین امنوا و لم یلبسوا ایمانھم بظلم۔ بہرحال جماعت کے افراد کی کمزوری یا برے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے۔ اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا یفعلون ما یؤمرون۔ فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہیے۔ کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد بیوی بچوں۔ خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا چاہیے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ فمنھم ظالم۔ و منھم مقتصد و منھم سابق بالخیرات پہلے دو نو صفات ادنٰے ہیں۔ سابق بالخیرات بننا چاہیے۔ ایک ہی مقام پر ٹھیر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھیرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ ستھرا اور مزے دار ہوتا ہے اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اسپر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھیر نہیں جانا چاہیے یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہیے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا انسان کی مدد نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ آخرکار بعض اوقات ارتداد ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔ خدا کی نصرت انھی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھیر جاتے۔ اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ابتدا میں تو ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھیر جاتے ہیں۔ اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔

اللہ تعالٰی نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اصلح لی فی ذریتی۔ میری بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ سو اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔ اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدمؑ پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسٰیؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسٰیؑ پر بددعا کرنے کیواسطے اکسایا تھا۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہیے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہیے ٭

تعلیم الاسلام عمارت فنڈ

تعلیم الاسلام عمارت فنڈ کے متعلق گشتی چٹھی پر سیالکوٹ کی انجمن نے اپنے ضلع کی انجمنوں میں بطور خود ایک چھپی ہوئی سرکلر لٹر شائع کی ہے اور اس کے ساتھ چھپے ہوئے فارم بھیجے ہیں میں اس چٹھی کو اس غرض سے شائع کرتا ہوں تاکہ دوسری انجمنوں کو بھی باقاعدہ اور باضابطہ کام کرنیکا جوش اور شوق پیدا ہو۔ انجمنوں کے قیام سے سلسلہ کی اعانت اور ضروریات کی تکمیل میں سہولتیں پیدا ہونی چاہئیں نہ یہ کہ اس میں اور بھی روکیں پیدا ہوں۔ انجمنوں کے کاموں میں بہت توجہ درکار ہے اور جہاں انجمنوں کے قیام میں ضرورت ہے کہ چستی سے کام لیا جاوے وہاں قائم شدہ انجمنوں کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ وہ چٹھی جو انجمن ضلع سیالکوٹ نے شائع کی ہے یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ چٹھی نمبر ۲ مجریہ دفتر انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء بنام انجمن ہائے مقامی ضلع سیالکوٹ۔ برادران السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جو مطبوعہ چٹھی مورخہ ۳۱ جنوری ۰۸ء دربارہ فراہمی چندہ رقم چالیس ہزار روپیہ متعلق عمارت مدرسہ و دفتر صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان سے مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن نے جاری فرمائی ہے وہ انجمن ہذا میں پیش ہوئی ہے جو کچھ اس چٹھی میں ذکر کیا گیا ہے اور جو طریق فراہمی چندہ کا قائم کیا گیا ہے وہ قطعی ہے اور گویا ایک حکم ناطق ہے جس میں کسی احمدی کو یا کسی عہدہ دار انجمن ہائے مقامی یا ضلع کو کسی طرح دخل دینے کا اختیار نہیں ہے خادمان سلسلہ احمدیہ کے ذمہ اب صرف یہ امر باقی ہے۔ کہ بموجب اصل مقررہ کردہ کے ہر ایک احمدی کی آمدنی یا تنخواہ ایک ماہ سے نصف یا ثلث حصہ وضع کر کے بالمقطع یا بصورت اقساط وصول کر کے بخدمت صاحب سکرٹری و محاسب صدر انجمن احمدیہ ارسال کرے۔ انجمن سیالکوٹ نے ایک فوری جوش کیا تھا اس بارہ میں عملی کارروائی شروع کر دی ہے اور ایک فہرست بہ نمونہ منسلکہ مرتب کر لی ہے ہر ایک احمدی کی آمدنی درج کرنے کے بعد وصولی شروع ہو گئی ہے اور کوشش اور پوری کوشش اس بارہ میں مصروف کی جا رہی ہے کہ رقومات چندہ جلدی وصول ہوں۔ پہلی قسط یا رقم بالمقطع کا روپیہ تو اخیر مارچ ۱۹۰۸ء تک قادیان میں پہنچ جانا چاہیے۔ باقی اقساط مقررہ کی ادائیگی بھی اخیر جون ۱۹۰۸ء تک ختم ہو جانی چاہیے۔ اراکین انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء میں یہ امر فیصلہ کیا ہے کہ اس چٹھی کی ہمراہ آپ کی خدمت میں دو قطعہ سادہ فارم فہرست تجویزہ کے بھیج دئے جائیں اور آپ سے التماس کی جاوے کہ آپ ایک فارم اس فہرست کا نہایت صحت سے پر کر کے دفتر انجمن ضلع سیالکوٹ میں ارسال کر دیں۔ جس قدر جلدی ممکن ہو یہ فارم مکمل ہو کر دفتر انجمن ضلع میں پہنچ جانا چاہیے۔ دوسرا فارم اپنے پاس رکھکر وصولی رقم کی کارروائی شروع کر دیں اور پوری ہمت اور محنت صرف کر کے اخیر مارچ ۱۹۰۸ء سے ایک ہفتہ پیشتر زر وصول شدہ دفتر انجمن ہذا میں بنام محاسب ارسال کر دیں تاکہ فوراً قادیان میں وہ رقم ارسال کر دی جائے۔ اور باقی رقومات اقساط کی وصولی باقرتیب اپنے وقت مقررہ پر کر کے روپیہ ارسال کرتے جائیں تاکہ ساتھ ساتھ قادیان میں پہنچتا رہے اس انجمن کو اب اس امر کی ضرورت نہیں کہ اپنی طرف سے آپکے دلکو جوش دلانیوالے اور رغبت پیدا کرنیوالے الفاظ استعمال کرے جو کچھ ہمارے اور قوم کے سچے خیرخواہ اور مکرم بھائی مولوی محمد علی صاحب نے چٹھی میں تحریر فرمایا ہے وہ کافی سے بھی زیادہ ہے ہر ایک مقامی انجمن گرد و نواح کے احباب کو شامل کر کے پورا اجلاس کرے اور فوراً فہرست منسلکہ کو مکمل کرا کر کارروائی شروع کر دے اور انجمن ہذا کو اطلاع دیوے کہ اسنے کارروائی شروع کر دی ہے۔ وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ایک چٹھی معہ فہرست منسلکہ بغرض اطلاع بخدمت صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ارسال کی گئی ہے ٭ دستخط خاکسار میر حامد شاہ سکرٹری انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ ٭

شملہ کی انجمن احمدیہ کے سرگرم اور پُرجوش سکرٹری بابو برکت علی صاحب نے مندرجہ ذیل خط اسی سلسلہ میں مجھ کو بھیجا ہے۔ جو بہت ہی ہمت افزا ہے اگر اس طرح پر انجمنوں میں کارروائی شروع ہو گئی تو چالیس ہزار روپیہ کا اپیل بہت جلد پورا ہو جائے گا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو عمارت مدرسہ کی تکمیل کے لئے بہت سی سہولتیں میسر آ جائیں گی۔ خدا کرے کہ قوم کے دل میں یہ درد پیدا ہو۔

جماعت شملہ کی چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ

مکرم و معظم جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ چونکہ جماعت شملہ کے بعض احباب رخصت پر گئے ہوئے ہیں اور بعض اس وقت کلکتہ میں ہیں جو ماہ آئندہ کے اختتام پر دفتروں کے ساتھ یہاں آئیں گے۔ اس لئے یہ مناسب خیال کیا گیا تھا کہ جب بہت احباب موجود ہوں گے تو عمارت سکول کے چندہ کے متعلق تحریک کی جاوے گی۔ مگر جماعت انبالہ کی اس کارروائی سے کہ پہلے انھوں نے چندہ کا وعدہ موجودہ احباب سے لے لیا اور باقیوں کے لئے پھر کمیٹی کر لی۔ اخبار الحکم میں یہ پڑھکر ہم نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور گذشتہ اتوار کو اس غرض کے لئے کمیٹی کر لی۔ چنانچہ مفصلہ ذیل احباب نے وعدے دیئے ہیں جن کا چندہ جیسا وصول ہوتا رہے گا۔ دارالامان بھیجدیا جائیگا۔ برکت علی ۱۲۰ روپیہ مولوی خدابخش ½۴۷ روپیہ مولوی عمرالدین ۳۰ روپیہ بابو امیرالدین ۲۵ روپیہ۔ صوفی کرم الٰہی ۳۰ روپیہ شیخ الہ دین ۲۰ روپیہ۔ شیخ کلن ۲۰ روپیہ چودھری وزیر حسین ۱۲ روپیہ۔ بابو ولی محمد ۱۸ روپیہ بابو عبدالرحمٰن ½۳ روپیہ۔ منشی شمس الدین ۳۰ روپیہ شیخ ولی اللہ ½۲۷ – ½۴۰۷

علاوہ اس کے احباب موجود نہیں تھے اور چار رخصت پر ہیں۔ کلکتہ میں ہیں۔ ان کے آنے پر پھر کمیٹی منعقد کی جائے گی اور امید ہے کہ سوا سو روپیہ اور بھی ہو جائے گا چونکہ آپ نے لکھا ہے کہ چندہ عمارت سکول کے متعلق مختلف انجمنوں کی کارروائی آپ چھاپتے رہینگے۔ اس لئے یہ چند سطور بطور اطلاع ارسال خدمت ہیں۔ والسلام ۔ خاکسار برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ۔

کسب و عمل اور اسلام

کہتے ہیں کہ توکل کا بڑا مرتبہ ہے متوکل کو خدا اپنے غیب کے خزانہ سے بھیجتا ہے یہ صحیح ہے لیکن افسوس ہے کہ توکل کے اصل معانی کو سمجھنے والے کم اور نہایت کم ملتے ہیں۔ اور اُس کے بدنام کرنے والے بہت زیادہ ہیں اس لئے کہ توکل کے معنے یہ نہیں ہیں کہ آدمی اپنے ہاتھ پاؤں کو توڑ کر سعی و عمل کسب و وسائل کو چھوڑ کر ایک طرف ہو بیٹھے اور کہے کہ ہم تو خدا پر توکل رکھتے ہیں۔ اُسی نے ہمیں پیدا کیا اُسی نے توکل کا حکم دیا۔ وہی ہمیں کھانے کو دیگا۔ ہماری ضروریتں پوری کریگا ہم ہاتھ پاؤں ہلا کر کیوں اُس کے نافرمان بنیں۔ کیوں سمجھیں کہ ہم بھی اپنے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ فرض کرو کہ کسی مذہب کا یہی شرعی حکم ہے کہ لوگو توکل کرو (وہی توکل جسکی تعریف اوپر ہو چکی) تو اس حکم پر تمام قوم مکلف ہوگی نہ کہ چند افراد اب خیال کرو کہ اُس مذہب کو ماننے والی قوم کے تمام افراد اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہی کہ ساری قوم محتاج ہو جائے گی۔ قومی ثروت کا نام و نشان نہ رہیگا ہر طرح کی ندامت و ذلت اُس کے سامنے آئے گی۔ خواری و ہلاکت آکر اُس کا نرغہ کریں گی اور رفتہ رفتہ قوم صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائے گی۔ جس طریق عمل کا یہ مآل ہو کیا عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ کوئی سچا مذاہب اسکا حکم دیگا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر اسلام جیسے کامل و مکمل مذہب کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ بھی ایسے ہی غیر موجہ توکل کا حکم دیتا ہے سراسر غلط نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن یہ خیال ہے کہ مسلمانوں میں پھیلا ہوا ہے اور کاہل و نکمی اور دوسروں کی کمائی پر نگاہ رکھنے والے اپنے آپ کو متوکل بخدا کہکر اپنے انسانی عیوب پر پردہ ڈال لیتے یا غیروں کی کمائی سمیٹنے کی ایک تدبیر نکال لیتے ہیں اور سیدھے مسلمان اُن کے دھوکوں میں آکر اور اُن کی مدد کر کے اوروں کو بھی حوصلہ دلا دیتے ہیں کہ ایسا ہی کریں انھیں دونوں قسم کے لوگوں کی بدولت مسلمانوں میں بے معنی اور اسباب و سعی کو معطل کر دینے والے توکل کا خیال عام ہوا۔ اور خیال اصل ہے اعمال کی۔ جب خیال یہ ہو کہ سعی و عمل نہ کرنا چاہیئے تو پھر اکتساب کی کوشش ہو تو کیونکر؟ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کاہل ہو گئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس کا ذمہ وار اپنے فاسد خیال کے موافق خدا کو سمجھتے ہیں اور اس کے رسول کو۔ حالانکہ خود خدا فرماتا ہے۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ یعنے جونہی تم نماز سے فارغ ہو۔ زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کے فضل و کرم کو تلاش کرو کہ وہ کس طرح سے ملیگا اور کیونکر اور کس تدبیر سے روزی ہاتھ آئے گی۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگو! معاش کی تدبیروں سے غافل نہ ہو اور کسی نہ کسی ایسے شغل میں لگے رہو۔ جس سے روزی حاصل ہو سکے۔ اللہ اس مومن کو پسند کرتا ہے جو کسی پیشہ میں لگا ہو اور فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو اُسے مانگنا نہ چاہیئے۔

علما نے ابوہریرہؓ کی کثرت روایت کی بابت لکھا ہے چونکہ وہ امیر تھے خدمت رسول اللہ میں زیادہ حاضر رہتے اور اور صحابہ معاش کے دھندوں میں لگے رہنے کی وجہ سے اس قدر حضوری میں حاضر نہ رہ سکتے تھے کیونکہ کوئی ان میں تاجر تھا کوئی حرفت پیشہ۔ کوئی کاشتکار۔ یہی اور اسی قسم کے ذرائع اُن کی معاش کے تھے وہ ان کاموں میں لگے رہتے۔ جب اُن سے رخصت پاتے حاضر خدمت ہوتے۔ صحابہ کرام سے بڑھکر اور کون دیندار اور سچا مسلمان ہوگا؟ اگر اسباب معاش کا معطل کر دینا ہی توکل ہوتا تو وہی سب سے زیادہ اس کے پابند ہوتے۔ لیکن زینہار ان بزرگوار نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟ اسی لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خدا کا حکم ہے کہ روزی کی تلاش آپ کرو۔ یہی تمہاری فطرت ہے یہی وجہ تھی کہ ہر صحابی کسی نہ کسی کسب سے روزی کماتا تھا کیا وہ لوگ متوکل نہ تھے؟ تھے اور ضرور تھے پھر توکل کے کیا معنے ہیں؟ توکل کے معنے ہیں کہ آدمی اپنی سعی و تدبیر ہی پر نہ بھولے اور خدا کو نہ بھلا بیٹھے۔ سعی خود کرے اور اُس کا ثمرہ دینے والا خدا کو سمجھے اس لئے کہ جب تک خدا کا فضل و کرم شامل حال نہ ہو کوئی سعی و تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہی توکل اصل توکل ہے اور قرون اولیٰ میں اسی کو توکل سمجھتے تھے۔ لیکن جب یہ زمانہ گذر گیا اور مسلمانوں کی ہمتوں کی چستی سستی سے بدلنے لگی تو مسلمانوں کی ایک جماعت ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئی اور اُس نے اپنے اس اخلاقی عیب کو چھپانے کے لئے توکل کی آڑ پکڑی اور جبر کو اپنا اعتقاد بنا لیا کہ جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے اور جو کچھ دیتا ہے خدا ہی دیتا ہے۔ سعی و کوشش سب رائگان اور بے سود۔ اور خلاف توکل ہے اور چونکہ یہ بات بالکل ایک نئی بات تھی اور مسلمان اس پر اعتراض کرتے تھے۔ اس لئے اُن لوگوں نے اپنے عیب کو چھپانے اور اپنے مسلک کے ثابت کرنے کے لئے ان نصوص شرعیہ سے جو زہد و قناعت اور مذمت دنیا کے بارے میں وارد ہیں اور کچھ قصہ کہانیوں سے اپنے اس من گھڑت کو ایسا دلکش بنایا کہ لوگ اُس پر لوٹ ہونے لگے کیونکہ کسل و بیکاری کو آدمی پسند کرتا ہی ہے۔ لیکن درحقیقت نصوص شرعیہ میں سے ایک نص بھی ایسی نہیں جو بطالت و کسالت پر آمادہ کرتی ہو۔ اسلام بے شک قناعت کا حکم دیتا ہے زہد کی ہدایت کرتا ہے۔ دنیا کی مذمت کرتا ہے۔ لیکن نہ اُن معانی میں جو اُن کاہلی اور بیکاری کا سبق پڑھانے والے استادوں نے سمجھے۔

اسلام نفوس انسانی کا طبیب ہے وہ ہر مرض کا علاج بتاتا ہے یا مزاج کو اعتدال پر قائم رکھنے کی تدبیر۔ ایک طرف اُس نے حکم دیا کہ سعی و کسب کرو اور دوسری طرف کہا کہ دُنیا سے کنارہ۔ مطلب اُس کا یہ ہے کہ کسب و سعی کا ثمرہ پاچکے تو پھر اس کے خیال کو چھوڑ دو اور خدا کی طرف رجوع لاؤ۔ اس لئے کہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جہاں اُس کی حاجت پوری ہوئی وہ خدا کو بھول جاتی ہے

اور ان کے خیال نہیں رہتا کہ رازق حقیقی کون ہے اُس نے رزق پیدا کیا؟ کس نے اس کے اسباب و وسائل مہیا کئے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ فراموشکاری کفران نعمت ہے۔
اسی کفران نعمت سے باز رکھنے کے لئے اسلام نے زہد یعنی خدا کی یاد اور اُس کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ جیسے بیکار ہو بیٹھنے کی وجہ سے قویٰ نکمے نہ ہونے پائیں ویسے ہی خدا کو بھول بیٹھنے سے اخلاق و روحانیت کو گھن نہ لگ جائے۔ پس زہد کے معنے غایت مافی الباب یہ ہوئے کہ آدمی کو اپنے ہاتھ کی چیزوں کی نسبت خدا کے فضل و عنایت پر زیادہ بھروسہ ہو اور یہ بات سعی و عمل کی منافی نہیں ہے۔

اسلام نے قناعت کا بھی حکم دیا اس لئے کہ انسانی طبیعت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو چیز غیروں کے پاس دیکھتا ہے اور وہ اُس کے پاس نہیں ہوتی۔ اُس کی حرص کرتا ہے اور حرص کے پورا کرنے کے لئے اکثر ایسی باتیں کر گذرتا ہے جو نہ کرنی چاہئیں۔ یا حرص و طمع کے جال میں پھنس کر ایکطرف سے جتنا حاصل کرتا ہے دوسری طرف اُس سے زیادہ کھو بیٹھتا ہے اور خصوصاً اخلاق و روحانیت کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اسلام کی غرض چونکہ یہ ہے کہ آدمی عادل اور حکیم عفیف و کریم ہو۔ اس لئے اُس نے قناعت کا حکم دیکر حرص اور طمع کی بیماری کا علاج کیا۔ یہی قناعت کی حقیقت ہے اور بس۔ نہ یہ کہ جو کچھ ہاتھ میں ہے اُسی پر بس کرکے سعی و کوشش کو ٹھوکر مار دے اور بیکار پڑا کرے۔ دیکھو عثمان ابن عفان۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی غنا و تمول کے باوجود کسب و عمل سے غافل نہ ہوئے اور صرف انہیں پر کیا منحصر ہے جس مسلمان نے بھی اسلام کو جیسا سمجھنا چاہئیے تھا۔ سمجھا۔ اُس نے ہرگز موجودہ مال پر اکتفا کرکے زیادہ کمانے سے ہاتھ نہیں کھینچا۔

لاریب اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں جو بیکاری و کسالت پر اُبھارنے والی یا اُس کو مباح کرنے والی ہو بلکہ جو باتیں اس قسم کی اس کی طرف منسوب کیجاتی ہیں وہ کاہلوں کی خود تراشیدہ یا کھینچ تان کر بنائی ہوئی یا مکاروں کی مکاریاں ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ اپنا پیٹ پال لیتے ہیں اور دوسروں کو ترک تدبیر کا سبق پڑھا کر اپنی چھپی تدبیر سے اپنا کام نکال لیتے ہیں مسلمان جب تک کہ ان باتوں کو دل میں جگہ دینگے اور خود ایسے خیالات کے پابند رہینگے وہ ہرگز نپپ نہیں سکتے۔ صدیاں گذر گئیں کہ وہ بے معنے زہد و توکل اور ناواجبی قناعت کرتے چلے آتے ہیں ذرا دل میں سوچیں کہ اب تک ان باتوں سے کیا حاصل کیا کہ آئندہ اُن سے بھلائی کی امید ہو۔ برخلاف اس کے اُس زمانہ کے مسلمانوں کو دیکھیں جبکہ کسب و کمال کی گرم بازاری تھی کہ اُن کا کیا حال تھا اور ان قوموں کا کیا حال ہے جو اس وقت کمالات سے معمور ہیں اور فکر معاش میں لگی ہوئی ہیں کس قدر شرم کی بات ہے کہ ہم مسلمان اپنے خود تراشیدہ خیالات و اعتقادات کی وجہ سے تو خراب ہوں اور اسلام کو بدنام کریں اور کہلوائیں کہ مسلمان اپنے دین کی وجہ سے اس ذلت و خواری کو پہنچے اور اُن کا مذہب دنیاوی ترقی و تمدن کا سخت دشمن ہے جبتک وہ اس کے پابند رہینگے ہرگز نکبت و ادبار کے گڑھے سے نہ نکل سکینگے (وکیل)

انجمن حمایت اسلام لاہور کی مخالف پارٹی

انجمن کے متعلق جو نوٹ میں نے الحکم کے پچھلے نمبروں میں شایع کئے ہیں اُن کے متعلق ایک احمدی بھائی نے مجھے مندرجہ ذیل چٹھی لکھی ہے جسکو میں محض اس غرض سے چھاپتا ہوں کہ تا لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ انصاف پسند احمدی قوم موازنہ کے وقت اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے اور کسی حالت میں وہ انصاف کو ہاتھ سے نہیں دے سکتی۔ جن لوگوں پر مخالفان انجمن کی حقیقت کھل چکی ہے وہ طالبان اصلاح کی ان خفیف حرکتوں کو نہایت افسوس سے دیکھتے ہیں اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے لئے اپنے سینہ میں دردمند دل رکھتے ہیں وہ اس اصلاح طلب پارٹی کے اس طرز عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔ انجمن کی اس مخالفت کا اثر ایک اور قومی اور دینی کام پر پڑتا ہوا نظر آتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس میں بھی کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ وہ حجاز ریلوے کا چندہ ہے جو اخبار وطن اور وکیل کے دفتر میں جمع ہوتا ہے۔ ایک مستفسر نے مصدا ہند لاہور میں کچھ سوالات حجاز ریلوے فنڈ کے متعلق مولوی انشاءاللہ خان صاحب پر کئے ہیں۔ جن کا جواب خواہ کچھ بھی دیا جاوے مگر وہ سوالات اس انداز سے کئے گئے ہیں جو پڑھنے والے پر اچھا اثر نہیں کرتے۔ ان سوالات کے بعد کوئی تعجب نہیں جو مولوی انشاءاللہ خان یا ایڈیٹر وکیل کو رجسٹرڈ نوٹس جوابدہی کا دیا جاوے۔ اور اس سے ایسا سلسلہ شروع ہو جاوے جو اس قومی کام میں بھی روک پیدا ہو۔ یہ سلسلہ کیوں شروع ہوا انجمن کی مخالفت کی وجہ سے۔ اس لئے میں مصلحان قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس قسم کے طریق مخالفت کو قطعاً بند کرنے کی فکر کریں اور ذاتی عداوت اور بغض کو چھوڑ کر اگر کوئی اصلاح طلب امور ہیں ان کا فیصلہ بطور نرمی کر لیں۔ اور اگر اس طرح پر ان قومی کاموں میں روڑا اٹکانا اور کام کرنیوالوں کی بدنامی کرکے اُن کے حوصلوں کو پست کرنا ہی مقصود خاطر ہے تو اس کا انجام اچھا نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اب تک جس قدر مخالفانہ مضامین شائع کئے گئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا امر نہیں جو قابل وقعت قرار دیا جا سکے۔ اب میں وہ چٹھی درج کرتا ہوں جس کا وعدہ اوپر کیا گیا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ اگر اس آگ کو روکا نہ گیا تو یہ کئی قومی کاموں کے خرمن کو تباہ کرکے غیروں کے لئے ہنسی کا باعث ہوگی۔ سمجھو اور خدا سے ڈرو۔ وہ چٹھی یہ ہے:۔

مضمون متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور پڑھکر اور اس سے پہلے پرچوں کے نوٹ دیکھکر مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کا بھلا کرے۔ اور سچائی کی مدد اور حق کے اظہار کے لئے آپ کے دل و دماغ و قلم کو اس سے زیادہ توفیق بخشے۔ میرے بھائی اس فانی دنیا میں آئے ہوئے مجھے چالیس برس کے قریب ہوتے ہیں۔ ہوش سنبھالے ہوئے بھی قریباً ۳۰ برس کا زمانہ گذرتا ہے۔ میں نے اس لمبی مدت میں اس سرائے فانی میں سب سے بڑھکر نفرت دلانیوالی بات اگر کوئی دیکھی ہے تو وہ یہی ہے کہ کلمہ حق کا کہنے والا اور خصوصاً علی الاعلان کہنے والے الا ماشاءاللہ کوئی نہیں۔ ساری دنیا میں ایک منافقت کا طوفان اور جھوٹ سے پیار۔ فساد و شر سے دوستی کا دیرہ ایسا گھر کر گیا ہے کہ ایک مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو ان لوگوں سے میل و جول و اختلاط قریباً حرام کے درجہ پر سمجھنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک انجمن کا اختلافی معاملہ ہے۔ جو میری ناقص سمجھ میں بالکل ذاتی اور خودغرضی پر مبنی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر بھی دباؤ ڈالا جائیگا۔ اور کسی نہ کسی پیچیدہ طریق سے (جسکو میں جانتا ہوں) روکنے کی کوشش کیجائے گی۔ مگر میرے بھائی مجھے امید ہے کہ حق کے مقابلے کسی کی ذاتی غرض آپ پر اثر نہ ڈال سکے گی۔ اور اسکا بدلہ اللہ کے ہی پاس۔ والسلام۔

خاکسار حکیم محمد حسین قریشی لاہور۔

ایڈیٹر۔ انشاءاللہ العزیز میں حق گوئی اور حمایت حق سے نہیں رکونگا یہ سب اللہ ہی کی توفیق پر منحصر ہے۔

اسلامی نوٹس

اس اسلامی نوٹس میں ہمدردان قوم۔ انجمن ہا اسلامی و متمولین ملت کو متوجہ طلب کر کے استدعا کی جاتی ہے کہ اگر کوئی صاحب حسبتاً للہ ایک اسلامی وقف کی حالت کو درست کرکے اپنی قوم پر احسان کرنا چاہتے ہیں تو بذریعہ کرزن گزٹ دہلی یا النجم لکھنؤ یا الکیمیا مالیر کوٹلہ مطلع فرمادیں تاکہ تفصیل حالات سے آگاہی دیجاوے یہ جائیداد موقوفہ ممالک متحدہ میں واقع ہے اور قریب چار ہزار روپیہ ماہوار کے اسکی آمدنی تھی قریب قریب کل آمدنی مدارس و محتاجین و مساکین وغیرہ مصارف کے لئے مخصوص تھی ابتک اُس کے تغیر کو بارہ سال کا زمانہ نہیں گذرا ہے خرچ و قانوناً ہر مسلمان کو دست اندازی کا حق حاصل ہے مجھکو امید ہے کہ اسلامی دنیا کی بہبودی مد نظر رکھ کے دیگر اسلامی اخبار ایڈیٹر صاحبان [illegible]

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا